بشارات الانبیاء

صحائف آسمانی میں نبوت محمدیؐ کی پیشین گوئیاں

از جناب مولوی فضل حق صاحب

تیرہویں صدی ہجری (انیسوی صدی عیسوی) میں جب انگریزی سلطنت کا اقتدار پوری قوت کے ساتھ ہندوستان پر قائم ہوگیا تو عیسائی مشنریوں کی تبلیغ کا فتنہ عظیم اٹھا۔ اگرچہ کتابوں اور رسالوں کے ذریعہ سے ان کی تبلیغ کا سلسلہ پہلے سے جاری تھا، مگر اب علی الاعلان بازاروں اور عام گذرگاہوں پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کے سامنے اسلام اور قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر حملے کیئے جانے لگے اور مسلمانوں کو ان کے دین اور ان کے نبی اور ان کی کتاب مقدس کے متعلق وہ سب کچھ سنایا جانے لگا جس کے سننے کی تاب ان میں کبھی نہ تھی یہ کام بظاہر مذہبی تبلیغ کے رنگ میں تھا لیکن اس کے پیچھے ایک بڑا سیاسی مقصد بھی تھا، بلکہ درحقیقت اصل مقصود وہی تھا۔ ہندوستان کے دوراندیش فاتحین یہ سمجھتے تھے کہ جس قوم سے انہوں نے حکومت چھینی ہے اس میں اگر کچھ بھی قوت وطاقت باقی رہی تو وہ ہمیشہ ان کے لیے ایک خطرہ بنی رہے گی۔ ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس قوم کی قوت کا اصلی مرکز اس کا مذہب اور جذبۂ غیرت مذہبی ہے۔ اس لیے جب ہندوستان کی قوت مدافعت کو مغلوب کرنے میں ان کو بڑی حد تک کامیابی حاصل ہوگئی تو انہوں نے اس امر کی کوشش شروع کی کہ مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات کے جراثیم پھیلا کر ان کے عقائد کو کمزور، ان کے اعمال کو خراب کر دیا جائے

یا بدرجۂ آخر ان کو اتنا بے حمیت بنا دیا جائے کہ وہ اپنے دین اور اپنے نبی تک کی عزت پر ہر قسم کے حملوں کو برداشت کرنے لگیں اور ان کے دلوں کی وہ چنگاری بجھ جائے جس کے کسی وقت آتش فشاں بن جانے کا خوف کیا جا سکتا ہے، یہی وجہ تھی کہ جب مسیحی پادری اپنے مشن پر نکلے تو ایک بڑی طاقت ان کی پشت پر تھی، پولس اور عدالت کی حمایت ان کو حاصل تھی، اور ہر قسم کی بدزبانی کا لائسنس ان کو ملا ہوا تھا

یہ زمانہ تھا جب علمارِ حق کی ایک جماعت اسلام کی حمایت کیلئے اٹھی اور اس نے یہ جاننے کے باوجود کہ پادریوں کا مقابلہ در اصل ایک بڑی قوت کا مقابلہ ہے۔ نہایت دلیری کے ساتھ ان سے مناظرے کیے، ان کے حملوں کے رد میں رسالے لکھے اور ان کی کتابوں کا مطالعہ کر کے خود ان کے مذہب پر جوابی حملے کیے جن کے جواب سے بڑے بڑے مسیحی علمار عاجز ہو گئے۔ اس جہادِ عظیم میں کوئی ان سرفروش مجاہدین کی مدد کرنے والا نہ تھا۔ مسلمان شکستہ دل اور پراگندہ حال تھے ان میں اتنی قوت باقی ہی نہ تھی کہ اپنے دین کے مددگاروں کا ہاتھ بٹاتے۔ حکومت کی طرف سے ان کی راہ میں ہزاروں رکاوٹیں تھیں۔ خود ان کے پاس مقابلہ کے لیے کوئی سروسامان نہ تھا مگر باوجود اس کے ہر قسم کی مصیبتیں جھیل کر انھوں نے اعداے اسلام کا مقابلہ کیا اور زبان و قلم سے کفر و الحاد کے سیلابِ عظیم کو روکنے میں اپنی قدرت و استطاعت سے بڑھ کر جد وجہد کی۔

انہی مجاہدین اسلام میں سے ایک مولنا رحمۃ اللہ دہلوی بھی تھے۔ پادریوں کے مقابلہ میں ان کے معرکے آج تک یادگار ہیں۔ انہوں نے مسیحی لٹریچر کا وہ تمام ذخیرہ فراہم کیا جو اس زمانے میں مل سکتا تھا۔ نہایت دقتِ نظر سے اس کا مطالعہ کیا، اور اس پر ایسی زبردست تنقیدیں لکھیں کہ کسی بڑے سے بڑے حامی نصرانیت سے بھی ان کا جواب نہ بن پڑا۔ ان کے اس زبردست جہاد کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کی سرزمین ان کے لیے تنگ ہو گئی اور انھوں نے ہندوستان سے حجاز کی راہ لی۔ اس زمانے میں مسیحی سلطنتوں کے اثر سے پادریوں کا فتنہ

ممالک عربیہ میں پھیل رہا تھا مصر و شام و روم کے علماء اسلام کے لیے یہ فتنہ نیا تھا اور وہ مسیحی لٹریچر پر اتنی وسیع نظر نہ رکھتے تھے کہ اس کا مقابلہ کر سکتے۔ مولانا رحمۃ اللہ نے یہ حال دیکھکر اظہار الحق کے نام سے عربی زبان میں ایک زبردست کتاب لکھی جس میں تحریف، نسخ، تثلیث قرآن، اور نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مسائل پر تمام ان دلائل کو جمع کر دیا جو مسیحی علماء کے مقابلہ میں کام آسکتے تھے۔ یہ کتاب ۱۲۸۰ھ میں بمقام قاہرہ طبع ہوئی اور ممالک عربیہ میں سیلاب مسیحیت کو روکنے کے لیے اس نے وہ کام کیا جو شائد کسی دوسری کتاب نے نہیں کیا۔

ذیل کا مضمون اسی معرکۃ الآرار کتاب سے ماخوذ ہے۔ اس میں علامۂ ہندی کے صرف ان دلائل کو جمع کیا گیا ہے جو انہوں نے نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر خود مسیحیوں کے صحائف آسمانی سے فراہم کئے ہیں۔ امید ہے کہ اس مضمون کا دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کیا جائیگا۔

مصنف علام نے باب باندھا ہے اِخبار الانبیاء المتقدمین علیہ عن نبوتہ علیہ السلام۔ اس باب کے تحت وہ لکھتے ہیں کہ مسیحیوں نے اس مسئلہ میں عوام کو بہت دھوکے دیے ہیں، اس لیے قبل ازیں کہ انبیاء علیہم السلام کی پیشین گوئیوں کو نقل کیا جائے ہم بطور مقدمہ آٹھ ایسے امور بیان کریں گے جن کا مطالعہ ناظرین کے لیے افزائش بصیرت کا موجب ہوگا۔

۱۔ بشارت انبیاء کا اثبات: انبیائے بنی اسرائیل مثلاً اشعیاء، ارمیا، دانیال، حزقیال اور عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ نے آیندہ آنے والے بہت سے حوادث کی پیشین گوئیاں کی ہیں، مثلاً حادثہ بخت نصر، حادثہ قورش، سکندر اور اس کے خلفاء اور وہ حوادث جو سرزمین اُدوم اور مصر اور نینوا اور بابل میں پیش آئے۔ اب یہ قطعاً بعید از قیاس ہے کہ ان انبیاء میں سے کوئی بھی اس عظیم الشان واقعہ (یعنی بعثت محمدی) کی خبر نہ دیتا جو ابتداء میں اپنے ظہور کے وقت ایک بہت ہی

چھوٹا سا پودا تھا لیکن آگے چل کر ایسا تناور درخت بن گیا کہ اس کی شاخیں تمام روئے زمین پر پھیلیں اور آسمان کے پرندوں نے ان میں آشیانہ کیا۔ یہ وہ واقعہ ہے جس نے بڑے بڑے جبابرہ اور اکاسرہ کی بساط سلطنت الٹ دی، مشرق اور مغرب میں پھیل کر تمام ادیان کو مغلوب کیا، تیرہ صدیوں سے زمین کے اکثر و بیشتر حصوں پر اس کے اثرات چھائے ہوئے ہیں اور اس مدت میں لاکھوں علماء حکماء صاحب کشف و کرامت اولیا اور عظیم الشان سلاطین اس کے زیر اثر پیدا ہوئے ہیں یقیناً یہ حادثہ اپنی اہمیت میں نینوا، بابل، اور رُوم کے حوادث سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ پھر کیا عقل سلیم یہ باور کرسکتی ہے کہ اُن حقیر حوادث کے متعلق تو انبیاء سابقین نے خبریں دی ہوں مگر اس مہتم بالشان واقعہ کی کوئی خبر نہ دی ہو؟

۲-بشارتوں کا اجمال | نبی سابق جب نبی لاحق کے متعلق کوئی پیشین گوئی کرتا ہے تو وہ ایسی مفصل اور مشرح نہیں ہوتی کہ آنیوالا نبی فلاں ملک فلاں قبیلہ فلاں سنہ میں پیدا ہوگا، بلکہ ایسی پیشین گوئی اکثر عوام کے لیے مجمل ہوتی ہے اور خواص کے لیے قرائن کی وساطت سے جلی اور واضح ہوا کرتی ہے البتہ خواص کے لیے اسمیں اتنی پوشیدگی باقی رہ جاتی ہے کہ اُس پیشین گوئی کا صحیح مصداق کون ہے۔ مگر یہ پوشیدگی بھی اس وقت دور ہوجاتی ہے جب آنے والا نبی دعوٰی کرتا ہے کہ نبی سابق نے اسی کے آنے کی پیشین گوئی کی تھی اور اس کے ثبوت میں معجزات اور علامات نبوت پیش کرتا ہے اس وقت علماء اور خواص پر پیشین گوئی کا مصداق بلا کسی شک و ریب کے ظاہر ہوجاتا ہے۔ اسی وجہ سے امت سابقہ کے علماء کو نئے آنے والے نبی کی زبان سے ملامت کی جاتی ہے کہ وہ اُس نبی کو پہچان لینے کے بعد بھی اس کی تکذیب کرتے ہیں، چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام علماء یہود کو اس طرح ملامت کرتے ہیں۔

"اے شریعت کے سکھلانے والو تم پر افسوس کہ تم نے معرفت کی کنجی لے لی تم آپ بھی داخل نہ ہوئے اور

داخل ہونے والوں کو بھی روک رکھا۔ (لوقا باب ۱۱ آیت ۵۲)۔

لیکن مسیحیوں کا مذاق یہ ہے کہ اس باب میں علماء تو درکنار خود انبیا بھی نہیں جانتے کہ جو پیشین گوئیاں پہلے کی گئی ہیں ان کے مصداق وہ خود ہیں۔ چنانچہ یوحنا باب اول میں ہے۔

اور یوحنا کی گواہی یہ تھی جب کہ یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ اس سے پوچھیں کہ تو کون ہے اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں تب انہوں نے اس سے پوچھا تو اور کون ہے؟ کیا تو ایلیاس ہے، اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ پس آیا تو وہ نبی ہے، اس نے جواب دیا نہیں، تب انہوں نے اس سے کہا کہ تو کون ہے تاکہ ہم انہیں جنہوں نے ہم کو بھیجا کوئی جواب دیں، کہ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں جیسا کہ یسعیاہ نبی نے کہا بیابان میں پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو درست کرو مگر یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے انہوں نے اس سے سوال کیا اور کہا اگر تو نہ مسیح ہے نہ ایلیاس، اور نہ وہ نبی پس کیوں بپتسما دیتا ہے (یوحنا باب ۱۔ آیت ۱۹ تا ۲۵)

یہاں علمائے یہود نے "وہ نبی" کا لفظ جو استعمال کیا ہے، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی مراد وہ نبی موعود ہے جس کی خبر موسیٰ علیہ السلام نے کتاب استثناء کے اٹھارہویں باب میں دی ہے (حسب تصریح علمائے مسیحیہ) یہ کاہن اور لاوی علماء یہود میں سے تھے اپنی کتابوں سے واقف تھے، یہ بھی جانتے تھے کہ یحییٰ علیہ السلام نبی ہیں، لیکن ان کو شک اس میں تھا کہ آیا وہ عیسیٰ ہیں یا الیاس یا وہ نبی موعود، جس کی خبر موسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان تینوں انبیاء کی علامات ان کی کتابوں میں اتنی واضح نہ تھیں کہ عوام نہیں تو کم از کم خواص علماء کے لیے ہی ان میں کوئی شبہ باقی نہ رہتا۔ اسی لیے انہوں نے پہلے دریافت کیا، کہ کیا تو مسیح ہے، جب یحییٰ علیہ السلام نے انکار کیا تو پوچھا کہ کیا تو ایلیاس ہے؟ اور جب انہوں نے اس سے بھی انکار کیا تو پوچھا

کیا تو وہ نبی ہے ؟ اگر علامات واضح ہوتیں تو شک کی گنجائش نہ رہتی۔

یہ تو خیر علماء کا حال تھا۔ اناجیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود حضرت یحییٰؑ بھی اپنی حقیقت سے واقف نہ تھے، اسی لیے اُنہوں نے اپنے الیاسؑ ہونے سے انکار کیا حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت یہ ہے کہ الیاس وہی ہیں:۔

"اور الیاس جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ (متی باب ۱۱۔ آیت ۱۴)۔

اور اس کے شاگردوں نے اس سے پوچھا پھر فقیہ کیوں کہتے ہیں کہ الیاس کا آنا ضرور ہے؟
یسوع نے انھیں جواب دیا کہ الیاس البتہ پہلے آئیگا۔ اور سب چیزوں کا بندوبست کریگا۔
پر میں تم سے کہتا ہوں کہ الیاس تو آچکا لیکن اُنہوں نے اس کو نہیں پہچانا۔ بلکہ جو چاہا اُس کے
ساتھ کیا۔ اسی طرح ابن آدم بھی اُن سے دکھ اٹھاوے گا۔ تب شاگردوں نے سمجھا کہ اُس نے
ان سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا" (متی باب ۱۷۔ آیتہ ۱۰ تا ۱۳)۔

آخری عبارت سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ علمائے یہود یہ نہیں سمجھ سکے کہ وہی الیاس ہیں اور اسی لیئے انہوں نے حضرت یحییٰ کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جو مشہور ہے۔ اسی طرح حوارین بھی یہ نہ سمجھ سکے کہ وہی الیاس ہیں، حالانکہ مسیحیوں کے عقیدے میں حوارین نہ صرف انبیا ہیں بلکہ حضرت موسیٰ سے بھی ان کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے، اُنہوں نے حضرت یحییٰ سے بپتسمہ لیا، ان کو بارہا دیکھا، اور یہ بھی ان کو معلوم تھا کہ حضرت عیسیٰ کے آنے سے پہلے ان کا آنا ضروری ہے، با وجود اس کے وہ ان کو نہ پہچان سکے۔

پھر انجیل یوحنا کے باب اول آیتہ ۳۳ میں حضرت یحییٰ کا یہ قول منقول ہے۔

"اور میں اسے نہ جانتا تھا پر جس نے مجھے بھیجا کہ پانی سے بپتسمہ دوں، اُس نے مجھے کہا کہ جس
پر تو روح کو اُترتے اور ٹھہرتے دیکھے وہی ہے جو روح قدس سے بپتسمہ دیتا ہے،

یحییٰ علیہ السلام کے اس قول میں "آپ نہ جانتا تھا" کا مطلب مسیحی علماء کے ہاں یہ ہے کہ میں صاف طور پر یہ نہ جانتا تھا کہ وہ مسیح جس کا وعدہ کیا گیا ہے وہ یہی ہے، اس سے یہ راز فاش ہوتا ہے کہ تیس سال تک حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ کو نہ پہچان سکے اور انہوں نے اُن کو اس وقت پہچانا جب روح القدس کا نزول ہوا۔ شائد ایک باکرہ کے پیٹ سے پیدا ہونا بھی مسیح کی مختص علامات میں سے نہ تھا کہ اتنے بڑے معجزے سے بھی حضرت یحییٰ ان کو نہ پہچانتے۔ خیر اس سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ یحییٰ علیہ السلام اُن کبار انبیا میں تھے جنہوں نے (حسب تصریح انجیل متی باب ۱۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت دی اور مسیحیوں کے دعوی کے مطابق حضرت عیسیٰ جن کے رب اور خداوند تھے اور جن کا مسیح سے پہلے آنا ضروری تھا، اور جن کا الیاس ہونا بھی یقینی تھا۔ جب ایسے نبی اشرف کا حال یہ ہے کہ آخر عمر تک وہ نہ اپنے آپ کو پہچانا اور نہ اپنے خداوند اور رب کو تیس برس تک پہچان سکا اور جب حضرت موسیٰ اور تمام انبیائے بنی اسرائیل سے زیادہ فضیلت رکھنے والے انبیاء یعنی حواریوں کا حال یہ ہے کہ وہ حضرت یحییٰ کے جیتے جی ان کے الیاس ہونے سے ناواقف رہے تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پچھلے انبیاء کی پیشین گوئیوں سے کسی نبی کو پہچاننے میں ان کے علماء اور عوام کا کیا مرتبہ ہوگا۔ اور اس میں انھوں نے کتنی ٹھوکریں کھائی ہوں گی۔

پھر دیکھیے کہ کاہنوں کا سردار قیافا خود یوحنا کی شہادت کے مطابق نبی تھا۔ (ملاحظہ ہو باب ۱۱ آیہ ۵۱) اور یہی وہ حضرت ہیں جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین و تکفیر کی اور ان کے قتل کا فتویٰ دیا (ملاحظہ ہو انجیل متی باب ۲۷) اگر علمائے یہود و نصاریٰ کی کتابوں میں حضرت عیسیٰ کی علامتیں صاف صاف موجود ہوتیں تو قیافا نبی کی کیا مجال تھی کہ وہ اپنے خداوند اور رب کی تکفیر کرتا اور ان کے قتل کا فتویٰ صادر کرتا۔

پھر متی اور لوقا نے اپنے تیسرے باب میں اور مرقس و یوحنا نے اپنی انجیلوں کے

پہلے باب میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق اشعیا نبی کی پیشین گوئی نقل کی ہے اور یوحنا نے خود یحییٰ علیہ السلام کا یہ اعتراف بھی نقل کیا ہے کہ وہ پیشین گوئی انھیں کے حق میں ہے کتاب اشعیا باب چالیس آیہ ۳ میں اس پیشین گوئی کے الفاظ صرف اس قدر ہیں:-

"بیابان میں ایک منادی کی آواز تم خداوند کی راہ درست کرو صحرا میں ہمارے خدا کے لیے ایک سیدھی شاہ راہ تیار کرو"

اس میں نہ تو یحییٰ علیہ السلام کے حالات ہیں نہ صفات نہ خروج کا زمانہ، نہ مکان کی ایسی تعیین کہ کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔ اگر یحییٰ علیہ السلام یہ دعویٰ نہ کرتے کہ یہ بشارت اُن کے حق میں ہے اور عہد جدید کے مولفین اس کی تصریح نہ کرتے تو مسیحیوں کے عوام تو درکنار اُن کے علما اور خواص پر بھی اس بشارت کی حقیقت ظاہر نہ ہوتی کیونکہ بیابان میں پکارنے کا وصف تو تمام ان انبیائے بنی اسرائیل میں عام ہے جو اشعیا نبی کے بعد آئے ہیں، بلکہ یہ وصف عیسیٰ علیہ السلام پر بھی صادق آتا ہے۔ وہ بھی یحییٰ علیہ السلام کی طرح ندا کیا کرتے تھے کہ توبہ کرو آسمان کی بادشاہت قریب آگئی۔ آگے چل کر ہم ان پیشین گوئیوں کا حال بیان کریں گے جو اناجیل کے مصنفین نے مسیح علیہ السلام کی بعثت کے متعلق انبیاے متقدمین سے نقل کی ہیں۔ اُن کو دیکھنے سے تم کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ سب بھی ایسی ہی ہیں، اسی طرح ہمارا بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ انبیائے سابقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو پیشین گوئیاں کی ہیں وہ سب اس قدر صاف اور واضح ہیں کہ اُن میں مخالف تاویل کی گنجائش ہی نہ ہو۔ امام فخرالدین رازی رح آیۃ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ کی تفسیر کرتے ہوے فرماتے ہیں "یہ بات ظاہر معلوم ہوتی ہے کہ بالباطل میں (ب) استعانت کے لیے ہے جیسے کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ۔ معنی یہ ہوے کہ حق کو ان شبہات کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو جن کو تم سننے والوں کے سامنے پیش کرتے ہو۔ یہ اس لیے کہا گیا کہ تورات اور

انجیل میں آنحضرت علیہ السلام کے لیے جو نصوص وارد ہوئی ہیں وہ نصوص خفیہ ہیں جن کو سمجھنے کے لئے استدلال کی حاجت ہے۔ مگر علمار اہل کتاب ان میں مجادلہ کرتے تھے اور شبہات پیدا کرکے وجہ دلالت کو گم کر دیتے تھے "!

محقق عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی بیضاوی کی شرح میں لکھتے ہیں، "یہ فصل مزید تشریح چاہتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر نبی نے کچھ اشارات اور رموز بیان کئے ہیں جن کو راسخین فی العلم کے سوا کوئی نہیں سمجھتا اور یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ علمار کہتے ہیں کہ کوئی آسمانی کتاب ایسی نہیں ہے۔ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔ لیکن وہ اشارات میں ہے اگر عوام کے لیے وہ واضح ہوتا تو اس کے کتمان پر صرف علمار کو ملامت نہ کی جاتی پھر ان اشارات کی پوشیدگی ایک زبان سے دوسری زبان میں، عبرانی سے سریانی میں سریانی سے عربی میں منتقل ہونے کی وجہ سے اور زیادہ بڑھ گئی تاہم تورات اور انجیل کے جو الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔ ان پر اگر تم غور کروگے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صحت پر ایسے اشارات کے ساتھ دلالت کر رہے ہیں جو راسخین فی العلم کے لیے واضح اور عوام کے لیے مخفی ہیں"!

۳:۔ اہل کتاب کس کس کے منتظر تھے | یہ دعویٰ کہ اہل کتاب مسیح اور الیاس کے سوا کسی اور نبی کے منتظر نہیں تھے بالکل باطل ہے۔ اوپر آپ پڑھ آئے ہیں کہ علمار یہود جو حضرت عیسیٰ کے معاصر تھے یحییٰ علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ مسیح ہیں جب انہوں نے انکار کیا تو پھر پوچھتے ہیں کیا آپ الیاس ہیں؟ جب انہوں نے اس سے بھی انکار کیا تو آخر میں دریافت کرتے ہیں کہ کیا آپ "وہ نبی" ہیں؟ اس سے ظاہر ہوا کہ بنی اسرائیل حضرت مسیح اور الیاس کے سوا ایک اور نبی کے بھی منتظر تھے اور اس نبی کی شہرت ایسی تھی کہ نام لینے کی بھی حاجت نہ تھی، صرف اشارہ ہی کافی تھا۔ انجیل یوحنا کے ساتویں باب میں حضرت عیسیٰ کا وعظ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

تب ان لوگوں میں سے بہتیروں نے یہ سن کر کہا فی الحقیقت یہی وہ نبی ہے۔ اوروں نے کہا یہ مسیح ہے۔" (آیہ ۴۰-۴۱)۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک "وہ نبی" مسیح علیہ السلام کے سوا کوئی اور تھا کیونکہ ایک جماعت کہہ رہی ہے کہ یہ مسیح ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ "وہ نبی" ہے۔

مسیح خاتم النبیین نہیں تھے | یہ ادعا کہ مسیح خاتم النبیین تھے اور ان کے بعد کوئی اور نبی آنے والا نہ تھا غلط ہے کیونکہ اوپر تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ بنی اسرائیل ایک اور نبی کے منتظر تھے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا، اور جو مسیح اور الیاس کے سوا تھا۔ جب دلائل سے اس نبیٔ موعود کی بعثت قبل مسیح ثابت نہیں ہوئی تو مسیح کے بعد اُس کا آنا ضرور ہوا۔ علاوہ بریں خود مسیحیوں کی کتابیں ان کے اس دعوے کا ابطال کر رہی ہیں۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ کے بعد نہ صرف حواریوں اور پولوس کی نبوت کا اعتراف کیا ہے بلکہ وہ ان کے سوا دوسرے انبیا کے بھی قائل ہیں چنانچہ کتاب اعمال کے گیارہویں باب میں ہے۔

انہی دنوں کئی ایک نبی یروشلم سے انطاکیہ میں آئے اور ان میں سے ایک نے جس کا نام اگبس تھا کھڑا ہو کے روح کی ہدایت سے ظاہر کیا کہ تمام مملکت میں بڑا اکال پڑیگا جو قلودیوس قیصر کے وقت میں واقع ہوا" (آیہ ۲۷-۲۸)

انجیل کی تصریح کے مطابق یہ سب انبیا ہیں جن میں سے ایک شخص اگبس نے ایک بڑے قحط کی پیشین گوئی کی۔ اسی کتاب کے اکیسویں باب میں پھر لکھا ہے۔

"اور جب ہم وہاں بہت روز رہے، اگبس نامی ایک نبی یہودیہ سے اُتر آیا۔ اس نے ہمارے پاس آکے پولُس کا کمربند اٹھا لیا اور اپنے ہاتھ پاؤں باندھ کر کہا روح القدس یوں کہتی ہے اس مرد کو جس کا یہ کمربند ہے یہودی یروشلم میں یوں ہی باندھیں گے اور غیر قوموں کے

ہاتھوں میں حوالے کر دیں گے۔ (آیہ ۱۰-۱۱)۔

یہ عبارت بھی مسیح کے بعد اگبس کی نبوت پر گواہی دے رہی ہے۔

مسیحی علما مسیح کے خاتم النبیین ہونے پر اُن کے اس قول سے استدلال کرتے ہیں جو انجیل متی کے باب ۷، آیہ ۱۵ میں بایں الفاظ نقل کیا گیا ہے۔

"پر جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے لباس میں آتے پر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں"

مگر اس آیت سے استدلال بھی عجیب ہے۔ مسیح نبی علیہ السلام نے جھوٹے نبیوں سے محترز رہنے کی ہدایت کی ہے نہ کہ سچے نبیوں سے۔ اسی لیے انہوں نے صاف الفاظ میں جھوٹے نبیوں کا لفظ استعمال کیا ہے، ہاں اگر وہ یہ فرماتے کہ ہر اس نبی سے جو میرے بعد آئے بچو تو بلحاظ ظاہر یہ قول استدلال کے قابل ہو سکتا تھا اگرچہ پھر بھی ان کو اس کی تاویل ہی کرنی پڑتی کیونکہ پولوس اور حواریین اور اگبس کی نبوت ان کے نزدیک ثابت ہے۔

مسیح کے مذکورۂ بالا قول کا منشا در اصل ان جھوٹے نبیوں سے ڈرانا تھا جو ان کے صعود کے بعد طبقۂ اولیٰ میں بکثرت ظاہر ہوئے۔ یہ بات خود اُن رسائل سے ثابت ہوتی ہے جو عہد جدید میں مندرج ہیں۔ قرنتیون ۲ باب ۱۱ میں ہے

"پر میں جو کرتا ہوں سو ہی کرتا رہوں گا کہ میں ان کو جو قابو ڈھونڈتے ہیں قابو پانے نہ دوں تاکہ جس بات میں وے فخر کرتے ہیں ایسے جیسے ہم ہیں پائے جاویں کیونکہ ایسے لوگ جھوٹے رسول دغاباز کارندے ہیں جو اپنی صورتوں کو مسیح کے رسولوں سے بدل ڈالتے ہیں" (آیہ ۱۲ - ۱۳)

اس عبارت میں ان کا مقدس پولوس بہانگ دہل کہہ رہا ہے کہ اس کے عہد میں جھوٹے

غداروں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور رسل مسیح کے مشابہ ہونے کی کوشش کی تھی۔ اس مقام کی شرح کرتے ہوئے آدم کلارک اپنی تفسیر میں لکھتا ہے:۔

یہ مدعیان نبوت جھوٹے تھے اس دعوے میں کہ ان کو مسیح نے بھیجا ہے۔ ان کا یہ دعویٰ حقیقت واقعہ کے قطعاً خلاف تھا یہ لوگ وعظ اور اجتہاد کرتے تھے جس سے ان کا مقصد جلب منفعت کے سوا کچھ نہ تھا۔"

یوحنا کے پہلے خط عام میں لکھا ہے۔

اے پیارو تم ہر ایک روح کا یقین نہ کرو بلکہ روحوں کو آزماؤ کہ وے خدا کی طرف سے ہیں کہ نہیں کیونکہ بہت سے جھوٹے پیغمبر دنیا میں نکل آئے ہیں۔ (باب ۴۔ آیۃ ۱)۔

ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ حواریین کے عہد میں بکثرت جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوگئے تھے اب کتاب اعمال کی حسب ذیل آیات کو بھی دیکھئے:۔

"اس کے پہلے اس شہر میں شمعون نامی ایک شخص جادوگری کرتا اور سامریہ کے لوگوں کو دنگ رکھتا کہ میں کچھ ہوں اور چھوٹے سے بڑے تک سب اس کی طرف رجوع لاکر کہتے تھے کہ یہ خدا کی بڑی قدرت ہے" (باب ۸ آیۃ ۹-۱۰)

"اور اس تمام ٹاپو میں پافس تک سیر کرکے انہوں نے ایک یہودی جادوگر اور جھوٹے نبی کو جس کا نام بریسوع تھا، پایا، (باب ۱۳۔ آیہ ۶)۔

انجیل متی کی آیت ذیل بھی ملاحظہ ہو۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں:۔

خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آویں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کریں گے" (باب ۲۴ آیہ ۴-۵)۔

ان آیات کو مسیح کی اس تنبیہ کے ساتھ جو مدعیان کاذب کے متعلق اوپر نقل کی گئی ہے

ملا کر دیکھیے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ حضرت نے اپنے پیروؤں کو بہت سے دجالوں اور کذابوں کی خبر دی، اور ان کو آگاہ کیا کہ یہ مسیح اور نبی ہونے کا دعوی کریں گے، اور ان کو حکم دیا کہ انہی سے پرہیز کریں نہ کہ خدا کے بھیجے ہوئے سچے نبیوں سے۔ چنانچہ جہاں وہ جھوٹے مدعیوں سے بچنے کی ہدایت کرتے ہیں وہیں یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

تم انہیں ان کے پھلوں سے پہچان لوگے کیا کانٹوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں۔ (متی باب ۷ آیہ ۱۶)۔

اس قول سے انبیاء صادقین کی پہچان بھی معلوم ہو گئی اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہی میں سے ہیں۔ کیونکہ آپ کے پھل خود آپ کی صداقت پر گواہ ہیں۔ رہے منکرین کے مطاعن تو وہ کسی اعتبار کے قابل نہیں، اگر ان کا اعتبار کیا جائے تو خود حضرت عیسیٰ کب ان سے بچے ہیں؟ ہر شخص جانتا ہے کہ یہودی ان کے منکر ہیں، اُن کو جھوٹا قرار دیتے ہیں، اور ان کے نزدیک ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک کوئی شخص آنجناب سے زیادہ شریر پیدا نہیں ہوا۔ (معاذ اللہ) اسی طرح بہت سے حکما اور علما خود مسیحیوں میں ایسے پیدا ہوئے ہیں جو ملت مسیحی سے نکل گئے اور سختی کے ساتھ اس پر طعنہ زن ہوئے۔ آج اکناف عالم میں ان کے رسائل بکثرت شائع ہو رہے ہیں اور یورپ میں ان کے متبعین کی تعداد بڑھ رہی ہے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں یہود اور ان حکماء اور علماء کے طعنے ہمارے نزدیک مقبول نہیں ہیں اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اہل تثلیث کے طعنے بھی قطعاً مردود ہیں۔

۵۔ تاویلات یہود اور تاویلات مسیحیہ: مسیحیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انبیاء سابقین کی جو پیش گوئیاں نقل کی ہیں ان کی تفسیر یہودیوں کے ہاں مسیحیوں کی تفسیر سے بالکل مختلف ہے اسی وجہ سے یہودی عیسیٰ علیہ السلام کا بشدت انکار کرتے ہیں مگر علمائے مسیحیت یہودیوں کی ان تفسیروں اور

تاویلوں کی طرف التفات نہیں کرتے، اور اُن کی تفسیر اور تاویل اس طرح کرتے ہیں کہ وہ اُن کے اعتقاد کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام پر راست آجائیں ایک مشہور عیسائی عالم لکھتا ہے :-

"ملت مسیحیہ کے قدیم معلمین نے صرف یہ دعویٰ اور صحیح دعوی کیا ہے کہ جن آیات میں یسوع مسیح کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یہودیوں نے ان کی غلط اور نامناسب تاویلیں کی ہیں اور انکو خلاف واقعہ طریق پر بیان کیا ہے (میزان الحق فارسی مطبوعہ ۱۸۶۶ء صفحہ ۴۶)

اس مصنف کا یہ قول کہ قدمائے ملت مسیحیہ نے فقط یہی دعوی کیا تھا غلط ہے۔ ان کا دعوی یہ بھی تھا کہ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں تحریف لفظی کی ہے مگر یہاں ہم اس مسئلہ سے قطع نظر کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ جس طرح مسیحیوں کے نزدیک آیات مذکورہ کی یہودی تاویلات غلط اور نامناسب ہیں اسی طرح ہمارے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں جو آیات وارد ہوئی ہیں اُنکی مسیحی تاویلات بھی مردود اور ناقابل قبول ہیں عنقریب آپ دیکھیں گے کہ جو بشارتیں ہم رسول اللہ کی بعثت کے متعلق نقل کرنے والے ہیں ان کی صداقت ان بشارتوں سے زیادہ روشن ہے جو نصرانیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نقل کی ہیں پس اگر ہم ان کی تاویلات فاسدہ کیطرف التفات نہ کریں تو کچھ مضایقہ نہیں جس طرح یہودی بعض ان خبروں کے متعلق جو بزعم مسیحیہ عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہیں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ان کے مسیح منتظر یا کسی اور کے حق میں ہیں یا کسی کے حق میں بھی نہیں ہیں اور مسیحی اُن کو حضرت عیسیٰ کے حق میں قرار دیتے ہیں اور یہودیوں کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے اسی طرح ہم بھی بعض ان خبروں کے بارے میں مسیحیوں کے قول کی پرواہ نہیں کرتے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہیں یہ مسیحی اُن میں سے بعض کو حضرت عیسیٰ پر چسپاں کرتے ہیں مگر آگے چل کر تم دیکھو گے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہیں۔ لہذا ہمارا دعوی ان کے دعوے سے زیادہ برحق ہے

۶۔ حضرت مسیح کے متعلق پیشین گوئیوں پر ایک نظر | عہد جدید کے مؤلفین کو مسیحی اپنے اعتقاد میں ملہم سمجھتے ہیں

پس ضرور ہے کہ عیسٰی علیہ السلام کے حق میں جو خبریں انہوں نے نقل کی ہیں وہ بھی ان کے اعتقاد کے مطابق الہامی ہوں۔ اب ہم نمونہ کے طور پر ان پیشین گوئیوں میں سے چند یہاں نقل کرتے ہیں جن کو دیکھ کر ناظرین اندازہ کر سکیں گے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں جو پیشین گوئیاں ہم آگے نقل کرنے والے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں مؤلفین اناجیل کی نقل کردہ پیشین گوئیوں کا کیا مرتبہ ہے پھر اگر کوئی پادری کج بحثی پر اتر آئے اور ان خبروں کی تاویل کرنے لگے جن کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں قرار دیتے ہیں تو ہم کہیں گے کہ پہلے تو آپ اپنی تاویلات کا رخ ان خبروں کی طرف پھیرئے جو عہد جدید کے مؤلفین نے عیسٰی علیہ السلام کے بارے نقل کی ہیں۔ ہر منصف مزاج شخص دونوں کا مقابلہ کر کے خود رائے قائم کرے گا کہ قوت اور ضعف کے اعتبار سے دونوں میں کیا نسبت ہے لیکن اگر وہ عیسوی خبروں کو چھوڑ کر صرف محمدی خبروں کی تاویل پر اصرار کرے تو یہ اس کے عجز اور تعصب پر صریح دلالت کرے گا۔

میں یہاں عہد جدید کے صرف چند اقتباسات پر اکتفا کروں گا کیونکہ جب یہ معلوم ہو گیا کہ بعض قطعی غلط ہیں اور بعض میں تحریف لفظی کی گئی ہے اور بعض عیسٰی علیہ السلام پر بادعا اور تحکم کے سوا کسی اور طریقہ سے چسپاں نہیں کی جا سکتیں تو ظاہر ہو جائیگا کہ وہ خبریں جن کے ناقل ملہم بھی نہیں ہیں ان کا پایہ کس قدر گرا ہوا ہے۔ پھر ان کے نقل کی کیا حاجت؟ (باقی)

فضل فونٹن پن

سینیر ۶۲ ۔ جونیر ۱۱۱ نیا اسٹاک آچکا ہے
خوبصورت پائدار قیمت واجبی علاوہ اس کے سامان اسٹیشنری کاغذ وغیرہ
خط و کتابت سے طلب فرمائیے۔
فدا علی محمد علی تاجر کاغذ پتھر گٹی حیدر آباد دکن